المیزان الکبری میں امام شعرانی کے منہج واسلوب کا تجزیاتی مطالعہ

اسامہ ہاشمی*

حافظ محمد سجاد**

Abstract

The research focused on methodology of Imam Abd al-Wahab al-Sh’rani in “al-Mizan al-Kubra” and the creation of “al-Mizan” (The Scale) for the division of juristic opinions among two categories, namely Rigid and Concession. According to Imam al-Sh’rani, although most of the Islāmic injunctions fall under these two categories, however, there are some cases which negate this principle due to unified Jurisitic opinion. Similarly, there are problems which contain more than two views, resulting in inclusion of one in Rigidity and other in Concession. An important fact here is that these cases are related to analogical problems, rather than principles of Islāmic Sharīʿah. The scale (Mizan) highlights the fact that the views of all Muslim Jurists in a particular problem are correct and the public has the right to opt any of them. The reason for the validity of all Juristic views is due the fact that these are connected to the core of Sharīʿah, just like a branch of a tree is connected to its roots. Similarly, the disagreement among some scholars is due to infamilirity with the source of opinion of these Jurists. According to al-Sh’rani, like legal injunctions, general public is also divided among these two categories – of Rigidity and Concession – on the basis of their physical and religious conditions. A person who is liable for Rigidity cannot opt for Concession by his own will, however, the reverse is allowed. Finally, according to al-Sh’rani, the benefit this scale (Mizan) is that it prevents a person from negating Jurists who are related to different school of law (Fiqh), thus making him a candidate for intercession on the day of Judgment.

Keywords: Abd al-Wahab al-Sh’rani, al-Mizan al-Kubra, Scale, Rigid, Concession, Injunctions, Juristic Opinion, Analogical Problems, *Islāmic Sharīʿah*, Fiqh.

* لیکچرر، کامسیٹس یونیورسٹی اسلام آباد، واہ کمپس۔

** چیئرمین، شعبہ مطالعات بین المذاہب، کلیہ عربی وعلوم اسلامیہ، علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی، اسلام آباد۔

موضوع کا تعارف:

معاصر اسلامی دنیا فقہی، کلامی اور نظریاتی فرقوں میں بٹی ہوئی ہے جس کی وجہ سے نہ صرف اسلامی دنیا میں امن وامان کی صورت حال مخدوش ہے بلکہ دنیا بھر میں اسلام کے بارے میں منفی رویے پروان چڑھ رہے ہیں۔ درست انداز فکر یہ ہو گا کہ موجودہ صورت حال کی وجہ مسلم معاشرے سے باہر تلاش کرنے کے بجائے مسلم سماج کے اندر ڈھونڈی جائے۔ تاریخ یہ بتاتی ہے کہ مسلمانوں کے فقید المثال اقتدار کو جب تاتاریوں کا چیلنج درپیش تھا تو مسلم معاشرہ بری طرح فرقوں اور گروہوں میں بٹا ہوا تھا۔ ان کی تمام تر طاقت ایک دوسرے کو نیچا دکھانے میں صرف ہو رہی تھی اور وحدت امت کے بجائے فرقہ وارانہ تصورات نے عقائد کی جگہ لے لی تھی۔ یہ صورت حال یک بارگی پیدا نہیں ہوئی بلکہ دور تقلید سے بتدریج اس کا آغاز ہوا اور ترقی کرتے کرتے اپنی انتہا کو پہنچ گئی۔ آج امت مسلمہ جن حالات سے گزر رہی ہے ان میں اس امر کا خطرہ بجا طور پر محسوس کیا جا رہا ہے کہ کہیں تاریخ اپنے آپ کو دہرانے نہ لگ جائے۔ اس متوقع صورت حال کا مقابلہ کرنے کے لیے اس امر کی ضرورت ہے کہ امت مسلمہ کو گروہ بندیوں سے نکال کر وحدت کی لڑی میں پرو دیا جائے۔

فقہی اختلافات جو امت مسلمہ میں توسع کا باعث تھے اور جن کی اساس کتاب و سنت نے اس حوالے سے فراہم کی تھی کہ مکلف مختلف حالات میں مختلف طرز عمل اختیار کر کے اسلام کے وسیع دائرے میں رہ سکتا ہے اور امت مسلمہ کا ایک کارآمد فرد ہو سکتا ہے، ان اختلافات کو باہمی نفرتوں اور فرقہ بندیوں کی نذر کر دیا گیا۔ نتیجتاً امت مسلمہ پر جمود طاری ہو گیا، اس کی ترقی کا عمل رک گیا اور دوسری اقوام اس پر غالب آ گئیں۔ اگر مسلمان اپنی گم گشتہ شان و شوکت دوبارہ حاصل کرنا چاہیں تو ان کے لیے یہ لازم ہے کہ وہ فقہی اختلافات کی اس شدت کو دور کر کے وحدت کی لڑی میں پرو جائیں۔ اتحاد بین المسلمین کی خاطر امت مسلمہ کے کئی ایک اہل علم نے اپنے اپنے مناہج پیش کیے جن میں ابو عیسی ترمذی، ابو اسحق شاطبی، عبد الوہاب شعرانی، شاہ ولی اللہ اور سلطنت عثمانیہ کا مجلہ الاحکام العدلیہ قابل ذکر ہیں۔ زیر نظر تحقیق میں ان علما میں سے امام عبد الوہاب شعرانی کا انتخاب کیا گیا ہے اور آپ کے پیش کردہ منہج پر روشنی ڈالی گئی ہے۔

عبدالوھاب شعرانی (۸۹۸-۹۷۳ھ):

شیخ عبد الوھاب شعرانی ایک صوفی اور فقیہ تھے۔ آپ کے اساتذہ میں شیخ امین الدین[1]، شمس الدین دواخلی[2]، شیخ شمس الدین سمانودی[3]، شیخ نور الدین محلی[4]، علامہ نور الدین جارحی[5] وغیرہ شامل ہیں۔ آپ نے کثیر تعداد میں کتب مدون کیں جن میں البحر المورود[6]، کشف الغمہ[7]، المنہج المبین[8]، مشارق الانور[9]، منہاج الوصول[10]، الجواہر المصون[11]، طبقات الصوفیہ[12]، کشف الحجاب[13]، فرائد القلائد فی علم العقائد[14] وغیرہ شامل ہیں۔[15] البتہ

---

[1] شیخ محمد امین الدین محدث اور جامع الغمری کے امام تھے۔

[2] شیخ محمد شمس الدین دواخلی کی ولادت مصر میں ہوئی۔ آپ ایک محقق، محدث اور شافعی المسلک فقیہ تھے۔ آپ کی تالیفات میں الرقائق، السیر، کریم النفس، حلو للسان قابل ذکر ہیں۔ آپ کا انتقال ۹۳۹ھ میں تربہ کے علاقے میں ہوا۔

[3] شیخ شمس الدین سمانودی شیخ عبد الوھاب شعرانی کے استاذ ہیں جن کا تذکرہ امام عبد الوھاب نے المیزان الکبری میں کیا ہے۔ آپ کے حالات زندگی کی تفاصیل نامعلوم ہیں۔

[4] شیخ نور الدین محلی شیخ عبد الوھاب شعرانی کے استاذ ہیں جن کا تذکرہ امام عبد الوھاب نے المیزان الکبری میں کیا ہے۔ آپ کے حالات زندگی کی تفاصیل بھی پردہ اخفا میں ہیں۔

[5] شیخ علی نور الدین جارحی مصر کے مدرسہ غوری میں مدرس تھے۔ آپ کا تعلق شافعی مسلک سے تھا۔ آپ کو مصر میں قرآن حکیم کے مشہور ترین قاری کے حوالے سے شہرت حاصل تھی۔ آپ جامع غمری میں بچوں کو قرآن کی تعلیم دیا کرتے تھے۔ آپ کا انتقال شعبان ۹۳۱ھ میں ہوا۔

[6] البحر المورود فی المواثیق والعھود تصوف سے متعلق کتاب ہے۔

[7] اس کتاب میں ائمہ اربعہ کے ادلہ جمع کیے گے ہیں۔

[8] المنہج المبین میں مذاہب اربعہ کی احادیث کی تخریج کی گئی ہے۔

[9] مشارق الانوار القدسیہ فی بیان العھود المحمدیہ میں احادیث ترغیب وترہیب دونوں کو جمع کیا گیا ہے۔ یہ کتاب دو اقسام مامورات ومنہیات پر مبنی ہے۔

[10] اس کتاب میں شرح جمع الجوامع (جلال الدین محلی) اور حاشیہ ابن ابی شریف کو جمع کیا گیا ہے۔

[11] الجواہر المصون فی علوم کتاب اللہ المکنون میں قرآن حکیم کے تین ہزار علوم بیان کیے گئے ہیں۔

[12] اس کتاب میں حضرت ابو بکر صدیقؓ سے لے کر ۹۶۰ھ تک کے اولو العزم صوفیائے کرام کے مناقب اور آثار ہیں۔

یہاں آپ کی جو کتاب زیر بحث ہے اس کا عنوان **المیزان الکبری** ہے۔ **المیزان الکبری** امام شعرانی کا ایک شاہکار ہے جس میں آپ نے ایک میزان قائم کی اور اس کی بنیاد پر احادیث وروایات کو تقسیم کیا۔ اپنی اس تالیف میں آپ نے جو میزان تخلیق کی اور جو منہج اختیار کیا اس کی تفصیل ذیل میں پیش کی جاتی ہے:

کتاب المیزان الکبری کا تعارف: منہج واسلوب:

المیزان الکبری (طبع اول) ۱۹۸۹ء میں عالم الکتب بیروت سے تین جلدوں میں شائع ہوئی جس کے محقق عبد الرحمن عمیرۃ ہیں۔ اس کی ترتیب کچھ اس طرح ہے کہ پہلی جلد کا ابتدائی حصّہ مقدمے پر مشتمل ہے جس میں آپ نے اپنی وضع کردہ میزان کا خدوخال بیان کیا ہے۔ اس کے بعد پہلی جلد کا آخری حصّہ اور دوسری اور تیسری جلد میں آپ نے احادیث اور فقہی اقوال بیان کرکے انہیں اپنی میزان پر تولا ہے۔ فقہی اقوال کے سلسلے میں آپ نے کتب فقہ کی ترتیب کا خیال رکھا جس میں پہلے طہارت، پھر صلوۃ، زکوۃ، صوم وغیرہ سے متعلق ابواب باندھے ہیں۔ کتاب المیزان میں امام شعرنی کا منہج یہ ہے کہ سب سے پہلے آپ مقصد تالیف پر گفتگو کرتے ہیں، پھر نہایت تفصیل سے اپنی میزان کے خدوخال بیان کرتے ہیں اور ساتھ ساتھ متوقع اعتراضات کے جوابات بھی دیتے جاتے ہیں اور آخر میں احادیث وفقہی اقوال بیان کرکے ان پر تشدید یا تخفیف کا حکم لگاتے ہیں۔ اپنی اس تالیف میں آپ نے جو اسلوب اختیار کیا ہے اس پر ذیل میں روشنی ڈالی گئی ہے:

ا۔ مقصدِ تالیف:

امام شعرانی مقصد تالیف پر گفتگو کرتے ہوئے کہتے ہیں:

(الف) المیزان الکبری کی تالیف کا بنیادی مقصد اتحاد بین المذاہب اور اللہ تعالی کے اس دین کو قائم کرنا ہے جو حضرت محمد مصطفی ﷺ اور آپؐ سے پہلے حضرت ابراہیمؑ، حضرت موسیٰؑ اور حضرت عیسیٰؑ کی طرف بھیجا گیا تھا:

---

[13] کشف الحجاب میں ستر سے زائد سوالوں کے جواب ہیں جو توحید کے سلسلے میں امام شعرانی نے جنات سے دریافت کیے تھے۔

[14] اس کتاب میں ان علوم واسرار کو جمع کیا گیا ہے جو امام شعرانی نے شیخ علی خواص سے سنے تھے۔

[15] شعرانی، عبد الوھاب، **المیزان الکبری**، (بیروت: عالم الکتب، ۱۹۸۹م)، ۱: ۴۷

شَرَعَ لَكُم مِّنَ الدِّينِ مَا وَصَّىٰ بِهِ نُوحًا وَالَّذِي أَوْحَيْنَا إِلَيْكَ وَمَا وَصَّيْنَا بِهِ إِبْرَاهِيمَ وَمُوسَىٰ وَعِيسَىٰ ۖ أَنْ أَقِيمُوا الدِّينَ وَلَا تَتَفَرَّقُوا فِيهِ [16]

"اسی نے تمہارے لیے دین کا راستہ مقرر کیا جس (کے اختیار کرنے کا) نوح کو حکم دیا تھا اور جس کی (اے محمد) ہم نے تمہاری طرف وحی بھیجی ہے اور جس کا ابراہیم اور موسیٰ اور عیسیٰ کو حکم دیا تھا (وہ یہ) کہ دین کو قائم رکھنا اور اس میں پھوٹ نہ ڈالنا"

(ب) دوسرا مقصد یہ ہے کہ اس میزان کے ذریعے افراد کو یہ شرح صدر ہو جائے کہ تمام ائمہ مسلمین برسر حق ہیں اور جو لوگ محض زبان سے اس کا اقرار کرتے ہیں وہ اس کتاب کے ذریعے دل میں بھی یہی اعتقاد بنالیں کیونکہ زبان و دل کا اختلاف نفاق ہے جس کی شارع نے مذمت فرمائی ہے۔

(ج) تیسرا مقصد یہ ہے کہ جب مقلدین کو تمام ائمہ مسلمین کے برسر ہدایت ہونے کا یقین ہو جائے تو وہ ان مجتہدین کی مخالفت سے باز آجائیں جو ان کے مذہب کے اصولوں کے مطابق اجتہاد نہیں کرتے۔ چنانچہ مقلدین میں ان ائمہ سے متعلق عقیدت پیدا کرنا جن کا تعلق مذہبِ مخالف سے ہے کیونکہ تمام ائمہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے راہ حق متعین کرنے پر مامور ہیں۔[17]

۲۔ شرعی احکام کی اقسام:

امام شعرانی کہتے ہیں کہ شریعت میں احکام کے دو درجے ہیں (امر اور نہی) ہیں۔ پھر ان دونوں کی دو دو اقسام ہیں: تشدید اور تخفیف۔ چنانچہ ان کی تقسیم یہ ہے:

الف) امر تشدیدی ب) امر تخفیفی

ج) نہی تشدیدی د) نہی تخفیفی

---

[16] الشوریٰ:۱۳

[17] شعرانی، **المیزان الکبریٰ**، ۱: ۶۵

ان کے علاوہ پانچویں قسم مباح ہے جس میں امر و نہی کی دونوں اطراف برابر ہوتی ہیں۔ اگر مباح میں نیت خیر ہے تو یہ مباح مستحب بن جاتا ہے اور اگر نیت بد ہے تو مکروہ کہلاتا ہے۔[18]

۳۔ مقلدین کی اقسام:

احکام شرعی کی مندرجہ بالا دو درجوں (تشدید و تخفیف) کے مطابق مقلدین کے بھی دو درجے ہیں۔ جو لوگ ایمان و جسم کے اعتبار سے قوی ہیں وہ (امر و نہی میں) تشدید کے مخاطب ہیں۔ اس کے برعکس ایمان و جسم میں کمزور لوگ تخفیف پر عمل کریں گے۔ اس سلسلے میں امام شعرانی مندرجہ ذیل نصوص سے استشہاد کرتے ہیں:

فَاتَّقُوا اللَّهَ مَا اسْتَطَعْتُمْ وَاسْمَعُوا وَأَطِيعُوا وَأَنفِقُوا خَيْرًا لِّأَنفُسِكُمْ[19]

"سو جہاں تک ہو سکے خدا سے ڈرو اور (اس کے احکام کو) سنو اور (اس کے) فرمانبردار رہو اور (اس کی راہ میں) خرچ کرو (یہ) تمہارے حق میں بہتر ہے"

نیز رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے:

وما امرتكم به فأتوا منه ما استطعتم[20]

"میں تمہیں جس بات کا حکم دوں اسے جہاں تک تم سے ہو سکے بجالاؤ"

البتہ تشدید و تخفیف کی یہ تقسیم وجوبی ہے نہ کہ اختیاری۔ تشدید کے مخاطبین کو تخفیف کا اور تخفیف کے اہل لوگوں کو تشدید کا حکم نہیں دیا جائے گا۔ البتہ اگر کوئی تخفیف کا اہل ازخود تشدید پر عمل کرنا چاہے تو اسے نہیں روکا جائے گا۔[21]

---

[18] شعرانی، **المیزان الکبری**، ۱:۶۷

[19] التغابن:۱۶

[20] مسلم بن حجاج، ابوالحسین، **الجامع الصحیح**، کتاب الفضائل، باب توقیرہ ﷺ وترک اکثار سوالہ عمالا ضرورۃ الیہ اولایت، (ریاض: دار السلام، ۱۹۹۸م)، حدیث: ۱۳۳۷

[21] شعرانی، **المیزان الکبری**، ۱:۶۷

۴۔ شرعی احکام میں تناقص:

امام شعرانی کہتے ہیں کہ مقلدین کو ائمہ کے مابین جو اختلافات نظر آتے ہیں وہ جائے استنباط سے ناواقفیت کی وجہ سے ہیں۔ درحقیقت ائمہ کے اقوال میں تناقص نہیں ہوتا کیونکہ یہ تمام اقوال کتاب وسنت سے مستنبط ہیں اور اللہ ورسول کے کلام میں تناقص ممکن نہیں۔ جو شخص کوشش کے باوجود علما کے اقوال کا اختلاف دور نہ کرسکے وہ اس کی اپنی کوتاہ بینی ہے کہ وہ ان اصول ودلائل تک نہیں پہنچ سکا جن پر ان علما کی نظر تھی۔ آپ کہتے ہیں کہ ائمہ کے اقوال سنت نبوی کے مطابق ہیں۔ جہاں نبی اکرم ﷺ نے تشدید سے کام لیا، وہاں ائمہ بھی تشدید سے کام لیتے ہیں اور جہاں آپؐ نے تخفیف کو اپنایا، وہاں ائمہ بھی تخفیف کرتے ہیں۔ نیز اگر یہ درست ہوتا کہ کسی مسئلے میں صرف ایک ہی مجتہد برسرحق ہوتا تو نتیجتاً شریعت کے تین چوتھائی احکام غلط قرار پاتے۔[22]

۵۔ کونی اختلاف: کمال عام کی دلیل:

آپ ائمہ کے اختلافات پر جامع نگاہ ڈالنے کے لیے کائنات کے اختلاف کو زیر بحث لائے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اس کائنات اور اس میں موجود اشیا کو مختلف اور متنوع تخلیق کیا ہے اور اسی اختلاف کے باعث یہ کائنات مکمل اور مخلوقات کے لیے مفید ہے۔ جس طرح کائنات کی تکمیل اور نفع بخش ہونے کے لیے اس میں اختلاف ضروری ہے اسی طرح شریعت کی تکمیل اور اس کا تمام انسانوں کے لیے قابل عمل ہونے کے لیے شریعت کے اندر بھی اختلاف لازم ہے کیونکہ تمام انسان ایک سے نہیں ہیں اور ان کی بدنی اور روحانی حالت بھی یکساں نہیں ہے۔ جس کی وجہ سے پیش آمدہ حالات میں ان کے ردعمل کی صلاحیت بھی ایک جیسی نہیں ہوتی۔[23]

۶۔ اصول وفروع میں اختلاف کے درجے:

امام شعرانی اس ضمن میں لکھتے ہیں کہ جب تمام ائمہ برسرحق ہیں تو مقلد کو یہ اختیار حاصل ہے کہ وہ کسی بھی مسئلے میں اپنے مذہب کے بجائے دوسرے مسلک کی تقلید کرلے۔ تمام ائمہ کے تمام اقوال شریعت میں داخل ہیں اور ائمہ کا باہمی اختلاف امت کے لیے رحمت ہے۔ مختلف فقہی مذاہب کی تخلیق اور بندوں کا ان میں تقسیم ہوجانا ازل سے

---

[22] شعرانی، **المیزان الکبری**، ۱:۶۹

[23] شعرانی، **المیزان الکبری**، ۱:۷۲

اللہ تعالیٰ کے علم میں ہے۔ یہ تقسیم اسی کی مرضی ومنشا کے مطابق عمل میں آئی ہے۔ اگر اس تقسیم میں بندوں کی مصلحت ومنفعت نہ ہوتی تو باری تعالیٰ نہ ان مذاہب کو پیدا فرماتا اور نہ ہی اس کے بندے ان مذاہب مختلفہ میں تقسیم ہوتے۔ البتہ یہاں اس امر کا تذکرا اہم ہے کہ اس اختلاف کا تعلق فروعی مسائل سے ہے نہ کہ اصول دین سے کیونکہ فرع کو اصول دین پر قیاس نہیں کیا جاسکتا۔ لیکن یہ کہنا درست نہیں ہے کہ اصول دین کی طرح فروع دین میں بھی اختلاف ناجائز ہے۔ جس طرح اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کو مختلف حالتوں میں پیدا کیا ہے اسی طرح ان کی طبائع مختلفہ کے مطابق ائمہ کو بھی پیدا فرمایا جن کے اجتہادات کی روشنی میں یہ اپنے مسائل حل کرتے ہیں۔[24]

۷۔میزان کی تخلیق:

امام شعرانی اپنی تالیف المیزان الکبری کا خاکہ بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

...ونزلت احاديث الشريعة التى قيل بتناقصها، وما انبنى على ذلك من جميع اقوال المجتهدين ومقلديهم، فى سائر أبواب الفقه، من باب الطهارة إلى آخر أبواب الفقه، على مرتبى الشريعة من تخفيف وتشديد...[25]

"۔۔۔اور جس قدر احادیث شریعت میں باہم متناقص سمجھی جاتی ہیں اور ان پر جس قدر مجتہدین اور مقلدین کے اقوال کی بنا ہے، ان سب کو خواہ وہ فقہ کے کسی باب کی ہوں طہارت سے لے کر آخر تک، میں نے شریعت کے دونوں مرتبوں (تخفیف یا تشدید) میں سے کسی نہ کسی مرتبہ میں ضرور داخل کیا ہے۔۔۔"

آپ نے پہلے چند فصول مشکل الفاظ کی شرح کے لیے قائم کیں، پھر بعض فصلوں میں حسی مثالیں بیان کی ہیں جو یہ واضح کرتی ہیں کہ تمام ائمہ کے اقوال کا منبع ومأخذ شریعت ہی ہے۔ اس کے ثبوت میں آپ نے درخت، جال، دائرہ، ہاتھ اور دریا کی اشکال بطور امثلہ بیان کی ہیں تا کہ قاری کو یہ شرح صدر ہو جائے کہ ائمہ کا کوئی قول شریعت سے خارج نہیں ہے۔ نیز آپ کہتے ہیں کہ ہر مذہب کا امام دنیا وآخرت کی سختیوں میں اپنے مقلدین کی حمایت ومدد کرے گا، یہاں تک کہ اس کے مقلدین پل صراط عبور کرلیں گے۔ آخر میں آپ نے ایک خاتمہ لکھا ہے جس میں تمام تکالیف کی مشروعیت کا سبب بیان کیا گیا ہے۔ آپ کہتے ہیں کہ جو اس کتاب کا مطالعہ کرے گا اس پر یہ

---

[24] شعرانی، **المیزان الکبری**، ۱:۷۴

[25] شعرانی، **المیزان الکبری**، ۱:۷۸

واضح ہو جائے گا کہ تمام ائمہ مجتہدین کے اقوال کسی آیت، حدیث، اجماع یا قیاس کی طرف منسوب ہیں۔[26] اس کے ساتھ ساتھ امام شعرانی نے چند نقشوں کی مدد سے بھی یہ واضح کیا ہے کہ تمام ائمہ مجتہدین کے اقوال شریعت کے اولین سرچشمے سے ملے ہوئے ہیں اور جو مقلدین تمام ائمہ کے برسر حق ہونے کا یقین رکھیں گے، قیامت کے دن یہ ائمہ حساب کے وقت ان کی شفاعت کریں گے، ان کو پل صراط سے گزرنے میں مدد دیں گے اور انہیں جنت کے دروازے تک پہنچا دیں گے۔[27]

۸۔ رخصت وعزیمت میں درجہ بندی:

امام شعرانی کہتے ہیں کہ افراد کو یہ اختیار حاصل نہیں ہے کہ وہ اپنی خواہش سے رخصت وعزیمت میں سے جس پر چاہیں عمل کرلیں کیونکہ ان دونوں درجوں میں ترتیب وجوبی ہے نہ کہ اختیاری۔ درحقیقت جو شخص عزیمت کی بجاآوری پر قادر ہو اسے عزیمت پر ہی عمل کرنا چاہیے، چاہے اس کا حکم کسی دوسرے مذہب کے امام نے دیا ہو۔ مقلد صرف اس صورت میں رخصت پر عمل کرے گا جب وہ عزیمت کی بجاآوری سے قاصر ہو جائے اور اس صورت میں رخصت ہی اس کے لیے عزیمت ہے۔ البتہ اس سے وہ احکام خارج ہیں جن میں شریعت نے اختیار دیا ہے اور ایسے احکام میں قوی کے لیے بھی تخفیف پر عمل کرنا جائز ہے۔[28]

۹۔ رخصت وعزیمت پر عمل کی تفصیل:

امام شعرانی تشدید وتخفیف کے سلسلے میں لکھتے ہیں:

...أن مرادنا بالعزيمة والرخصة المذكورتين فى هذه الميزان: هما مطلق التشديد والتخفيف، وليس مرادنا العزيمة والرخصة اللتين حدهما الأصوليون فى كتبهم...[29]

---

[26] شعرانی، **المیزان الکبری**، ۱:۷۹

[27] شعرانی، **المیزان الکبری**، ۱:۱۹۱تا۱۹۸

[28] شعرانی، **المیزان الکبری**، ۱:۸۲

[29] شعرانی، **المیزان الکبری**، ۱:۹۸

"۔۔۔ ہماری مراد اس رخصت و عزیمت سے جس کا ہم نے کتاب المیزان میں ذکر کیا ہے **مطلق شدت ور خصت** ہے، نہ کہ وہ عزیمت ور خصت جسے اصولیین نے اپنی کتب میں بیان کیا ہے۔۔۔"

چنانچہ ہر امر دوسرے کے مقابلے میں تخیف ہے جیسے کہ بیٹھ کر نماز پڑھنا کھڑے ہونے کے مقابلے میں، لیٹ کر پڑھنا بیٹھنے کے مقابلے میں اور دل کے اشارے سے نماز ادا کرنا آنکھوں کے اشارے سے پڑھنے کے مقابلے میں تخفیف (رخصت) ہے۔ ان میں سے ہر ایک مرتبے میں ایک عزیمت ہے اور دوسرا رخصت۔ جب تک مکلف عزیمت پر قادر ہو، اس کے لیے رخصت (تخفیف) پر عمل کرنا جائز نہیں۔[30] نیز اگر کوئی شخص عزیمت کو چھوڑ کر رخصت پر عمل کرے بشرطیکہ اس میں رخصت کی شرط پائی جائے تو وہ حق پر ہے چاہے اس کا امام اس رخصت کا قائل ہو یا نہ ہو۔ جو شخص مشقت برداشت کر کے عزیمت پر عمل کرے، وہ بھی ہدایت پر ہے، چاہے اس میں رخصت کی شرائط ہی کیوں نہ پائی جائیں۔ البتہ اگر شارع نے کہیں عزیمت پر عمل کرنے سے منع کیا ہے تو ایسی صورت میں اس پر عمل کرنا درست نہیں ہے۔ جیسے کہ رسول اللہ ﷺ نے سفر میں روزہ رکھنے سے منع فرمایا ہے۔[31] امام شعرانی کہتے ہیں کہ اگرچہ لوگ رخصتوں پر عمل کرتے ہیں لیکن وہ اس خیال سے اپنے دل میں تنگی محسوس کرتے ہیں کہ شاید یہ شریعت کا حکم نہیں ہے۔ اس میزان کا مقصد ان کے دل سے یہ تنگی دور کرنا اور یہ واضح کرنا ہے کہ رخصتیں بھی شارع کی طرف سے ہیں اور ان پر عمل کرنا بھی اسی طرح باعث ثواب ہے جیسے عزیمت پر عمل کرنا۔[32]

۱۰۔ مذہب معین پر عمل:

آپ کہتے ہیں کہ جب تک کوئی شخص اس میزان سے ناواقف ہے اس وقت تک وہ محض تشدید پر عمل کر سکتا ہے۔ البتہ جب مقلد پر یہ واضح ہو جائے کہ تمام اقوال ائمہ کا مأخذ و منبع شریعت ہے تو پھر اسے مذہبِ معین کی

---

[30] شعرانی، **المیزان الکبریٰ**، ۱:۹۸

[31] حدیث میں آتا ہے کہ (ليس من البر الصيام فی السفر) "سفر میں روزہ رکھنا بھلائی کی بات نہیں ہے"۔ نسائی، ابو عبد الرحمن احمد بن شعب، **السنن**، کتاب الصیام، باب مایکرہ من الصیام فی السفر، (ریاض: دار السلام، ۱۹۹۹م)، حدیث: ۲۲۵۵

[32] شعرانی، **المیزان الکبریٰ**، ۱:۹۹

پیروی کا حکم دینا درست نہیں۔ کیونکہ اس میزان سے واقفیت کے بعد مقلد بھی وہیں سے علم حاصل کرے گا جہاں سے ائمہ مجتہدین حاصل کرتے ہیں۔[33]

۱۱۔اقوال کی میزان پر تقسیم:

اگر کسی مسئلے میں دو سے زائد اقوال ہوں تو ان میں سے جو تخفیف کے قریب ہو گا اسے تخفیف میں شامل کیا جائے گا اور جو تشدید کے قریب ہو گا اسے تشدید میں۔ نیز یہ ممکن نہیں کہ دو اقوال میں سے ایک مشدد ہو اور دوسرا مخفف نہ ہو۔ اگر ان میں سے ایک مشدد ہے تو دوسرا لازماً تخفیف پر مبنی ہو گا۔[34] اسی طرح اگر کسی حدیث یا قول کا کوئی مقابل نہ ہو تو اسے متفق علیہ سمجھا جائے گا اور اس میں دو مرتبے جاری نہیں ہوں گے۔ مثلاً وہ حدیث جس کی مقابل منسوخ ہو گئی ہو یا اس کے خلاف ائمہ کا اتفاق ہو گیا ہو یا پھر مجتہدین نے اس سے رجوع کر لیا ہو۔[35] البتہ اگر کسی شخص کو دو روایات میں سے ناسخ و منسوخ کا علم نہ ہو تو اسے چاہیے کہ دونوں پر عمل کرے البتہ ان میں سے احوط کو دوسرے پر ترجیح دے۔[36]

۱۲۔ قیاس میں میزان کا جاری ہونا:

امام شعرانی کہتے ہیں کہ یہ میزان قیاس میں بھی موجود ہے۔ قیاس کے سلسلے میں علما مختلف الآرا ہیں۔ بعض نے اسے جائز کہا ہے، بعض نے مکروہ اور بعض نے ناجائز قرار دیا ہے۔ جن علما نے اسے جائز کہا ہے ان کی بھی دو صورتیں ہیں۔ بعض نے ہر جگہ علت جاری کرنے پر عمل کیا ہے جب کہ بعض نے صرف وہاں اعتبار کیا ہے جہاں شارع نے تصریح کی ہو۔ پس جو یہ کہے کہ ائمہ کے تمام استنباطی احکام قابل اتباع ہیں وہ تشدید سے کام لیتا ہے اور جو یہ کہے کہ صرف وہی احکام واجب الاتباع ہیں جن کی شریعت نے تصریح کی ہے تو وہ تخفیف پر عمل کرتا ہے۔[37]

---

[33] شعرانی، **المیزان الکبری**، ۱:۸۴

[34] شعرانی، **المیزان الکبری**، ۱:۱۰۸

[35] شعرانی، **المیزان الکبری**، ۱:۱۱۰

[36] شعرانی، **المیزان الکبری**، ۱:۱۳۲

[37] شعرانی، **المیزان الکبری**، ۱:۱۱۳

۱۳۔ دیگر علوم میں تشدید و تخفیف کے درجے:

آپ کے مطابق شریعت کے دیگر تمام علوم، جیسے کہ علم اصول، نحو، معانی و بیان وغیرہ، میں بھی تشدید و تخفیف کے درجے موجود ہیں۔ عرب کے کلام و لغت میں بعض افصح ہیں اور بعض فصیح، بعض اضعف ہیں اور بعض ضعیف۔ چنانچہ جس نے عوام کو ان لغات کا مکلف بنایا اس نے تشدید سے کام لیا اور جس نے مکلف نہ بنایا اس نے تخفیف سے کام لیا۔ اسی طرح اگر کسی عالم نے طالب علم کو علم نحو میں مہارت پیدا کرنے کو حکم دیا تو اس نے تشدید کی اور جس نے ایسا حکم نہ دیا اس نے تخفیف سے کام لیا۔[38]

۱۴۔ شارع یا ائمہ کے کلام میں تناقض:

آپ کے مطابق اگر مقلد کو شارع یا ائمہ کے کلام میں تناقض نظر آئے تو اسے دو مختلف اوقات پر محمول کرنا چاہیے کیونکہ شارع کے کلام میں تناقض ممکن نہیں۔ یہی حالت ائمہ کے کلام کی بھی ہے کہ ان میں مخالفت نہیں ہو سکتی۔ اس کی مثال میں آپ نے دو احادیث بیان کیں کی کہ ایک میں نبی اکرم ﷺ نے حضرت ابو بکر صدیقؓ کو تمام مال صدقہ کرنے کی اجازت مرحمت فرمائی[39] جب کہ دوسری میں آپؐ نے حضرت کعب بن مالکؓ کو ہدایت فرمائی کہ کچھ مال اپنے اہل و عیال کے لیے چھوڑ دیں۔[40] امام شعرانی کہتے ہیں کہ یہاں تناقض نہیں ہے بلکہ پہلی حدیث تشدید اور دوسری تخفیف کے درجے میں ہے۔[41]

۱۵۔ ائمہ کے سرچشمہ سے آگاہی:

امام شعرانی کہتے ہیں کہ اگر مقلد اُس سرچشمے سے واقف ہونا چاہے جس سے ائمہ اقوال لیتے ہیں تو اس کے لیے لازم ہے کہ وہ کسی کامل شیخ کے ہاتھ پر بیعت کرے اور اپنی جان، مال اور اہل و عیال اس کے سپرد کر دے

---

[38] شعرانی، **المیزان الکبری**، ۱:۱۳۱

[39] ابو داؤد، سلیمان بن اشعث بن اسحق، **السنن**، کتاب الزکوۃ، باب فی رخصۃ فی ذلک، (ریاض: دار السلام، ۱۹۹۹م)، حدیث: ۱۶۷۸

[40] البخاری، محمد بن اسماعیل، **الجامع الصحیح**، کتاب الوصایا، باب اذا تصدق او اوقف بعض مالہ او بعض رقیقہ او دوابہ فھو جائز، (ریاض دار السلام، ۱۹۹۸م) حدیث: ۲۷۵۷

[41] شعرانی، **المیزان الکبری**، ۱:۱۱۹

جو ہر حرکت، سکون کی ترازو اور اس کے کانٹے سے واقف ہو۔ نیز مرید کے لیے یہ ضروری ہے کہ وہ بے وضو نہ رہے، بلاضرورت افطار نہ کرے، غیر متقی کا کھانا نہ کھائے اور دن رات مراقبے میں مصروف رہے۔

اس سرچشمے کی تفصیل بیان کرتے ہوئے آپ کہتے ہیں کہ وہاں ہر امام کے لیے ایک نالی بنی ہوئی ہے۔ جن ائمہ کے مذاہب ختم ہوگئے ہیں ان کی نالیاں خشک ہو گئی ہیں اور صرف ائمہ اربعہ کی نالیاں ہی جاری وساری ہیں۔[42] جو شخص اس سرچشمے تک پہنچ جائے وہ نبی اکرم ﷺ کے سوا ہر ایک کی تقلید کا حلقہ اپنی گردن سے اتار دے گا۔ لیکن اس سرچشمے سے ناواقف کو چاہیے کہ وہ کسی ایک امام کی تقلید کرے تاکہ گمراہ نہ ہو جائے۔[43] مذہب معین کی تقلید کا فائدہ یہ ہے کہ مقلد ایک راستہ اپنا کر سلوک کی منازل طے کرتا ہے اور جلد سے جلد سرچشمہ شریعت تک پہنچ جاتا ہے۔[44] نیز کسی امام کے بارے میں یہ خیال رکھنا درست نہیں ہے کہ وہ کسی مسئلے میں رخصت وعزیمت میں سے کسی ایک ہی سے واقف تھا۔ کیونکہ وہ احادیث جو کسی امام کی وفات کے بعد معلوم ہوئی ہوں، اگر وہ ان کی صحت کو اپنی زندگی میں پالیتا تو لازماً ان پر عمل کرنے کا حکم دیتا کیونکہ ائمہ شریعت کے ہاتھ میں مقید ہیں۔[45]

۱۶۔ حدیث میں مجتہد کے خطا کرنے کا ذکر:

شیخ عبدالوہاب شعرانی مندرجہ ذیل حدیث کے سلسلے میں کہتے ہیں کہ:

اذا حکم الحاکم فاجتهد فأصاب فله أجران واذا حکم فأخطأ فله اجر واحد[46]

---

[42] ان نہروں کی تفصیل بیان کرتے ہوئے امام شعرانی کہتے ہیں کہ ان میں سب سے طویل نہر امام ابو حنیفہ کی ہے، اس سے قریب امام احمد بن حنبل کی اور سب سے چھوٹی نہر امام داؤد ظاہری کی۔ یہاں نہر کی طوالت سے آپ کی مراد مذہب کے قائم رہنے کا دورانیہ اور مقلدین کی تعداد ہے۔

[43] شعرانی، **المیزان الکبریٰ**، ۱:۱۲۲

[44] شعرانی، **المیزان الکبریٰ**، ۱:۱۲۹

[45] شعرانی، **المیزان الکبریٰ**، ۱:۱۳۶

[46] ترمذی، ابو عیسی محمد بن عیسی، **الجامع المختصر**، کتاب الاحکام عن رسول اللہ ﷺ، باب ما جاء فی القاضی یصیب ویخطی، (ریاض: دار السلام، ۱۹۹۹ء)، حدیث: ۱۳۲۶

"جب کوئی حاکم اجتہاد کرئے اور صحیح فیصلے پر پہنچے تو اس کے لیے دو اجر ہیں اور جب وہ فیصلے میں غلطی کرے تو اس کے لیے ایک اجر ہے"

اس سے مراد کسی مسئلے کے حکم کا اس کی دلیل کے مطابق نہ ہونا ہے کیونکہ اگر کوئی ایسا حکم ہو جو سرے سے شریعت سے ہی خارج ہو تو اس پر کوئی اجر نہیں ہونا چاہیے (چہ جائے کہ ایک اجر ہو)۔ رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں:

من عمل عملا ليس عليه امرنا فهو رد[47]

"جو شخص ایسا کام کرے جس کے لیے ہمارا حکم نہ ہو تو وہ کام مردود ہے"

جب کہ مذکورہ بالا حدیث میں مجتہد کے لیے خطا پر بھی ایک اجر ہے کیوں اس کا قول شریعت سے باہر نہیں ہوتا بلکہ اس کی دلیل کمزور ہوتی ہے۔ چنانچہ اس حدیث میں خطا سے مراد خطائے اضافی ہے نہ کہ خطائے مطلق۔[48]

۱۷۔ مجتہد کا کسی قول کو اختیار نہ کرنا:

اگر کوئی مجتہد کسی قول پر عمل نہ کرے تو اس کا یہ مطلب نہیں کہ وہ اسے باطل گردانتا ہے بلکہ اس کی وجہ یہ ہے کہ وہ اپنے آپ کو اس قول کا اہل نہیں پاتا۔ اس کے حق میں یہ قول ایسے ہی ہے جیسے منسوخ حدیث۔ جب کہ مقلدین اس قول کے اہل ہوں گے اور اس پر عمل کرنا ان کے لیے جائز ہو گا۔ اسی طرح ایک امام پہلے ایک قول پر عمل کرتا ہے مگر بعد میں دوسرے قول کی دلیل اس کے نزدیک قوی ثابت ہوتی ہے اور وہ اپنے آپ کو اس کا زیادہ اہل پاتا ہے تو دوسرے قول پر عمل کرنے لگ جاتا ہے۔ نتیجتاً اس کے مقلدین بھی اپنے عمل میں تبدیلی لے آتے ہیں یہاں تک کے پہلے مذاہب متروک ہو جاتے ہیں۔[49]

۱۸۔ انتقال مذہب کی شرائط:

شیخ عبد الوھاب شعرانی انتقال مذہب کو جائز قرار دیتے ہیں۔ آپ کہتے ہیں کہ ائمہ نے نہ صرف خروج عن المذہب کی اجازت دی ہے بلکہ کئی فقہا نے ایک مذہب چھوڑ کر دوسرے مسلک کو اختیار کر لیا تھا جن میں شیخ

---

47 مسلم بن حجاج، **الجامع الصحیح**، کتاب الاقضیہ، باب نقض الاحکام الباطلۃ ورد محدثات الامور، حدیث: ۱۷۱۸

48 شعرانی، **المیزان الکبریٰ**، ۱: ۱۲۸

49 شعرانی، **المیزان الکبریٰ**، ۱: ۱۵۶

عبد العزیز بن عمران خزاعی[50]، ابراہیم بن خالد[51]، ابو جعفر طحاوی[52] اور خطیب بغدادی[53] وغیرہ شامل ہیں۔ البتہ انتقال مذہب کے لیے یہ ضروری ہے کہ زناتی، قرافی اور سیوطی کی شرائط کو مد نظر رکھا جائے۔ اس سلسلے میں امام زناتی نے تین شرائط بیان کی ہیں۔ پہلی شرط یہ کہ دونوں مذاہب کو اس طرح جمع نہ کرے کہ اس کے درست ہونے کا کوئی قائل نہ ہو۔ دوسرا یہ کہ جس امام کی تقلید کرتا ہو اس کی فضیلت کا اعتقاد رکھے اور تیسری شرط یہ کہ ایسی حالت میں دوسرے امام کی تقلید نہ کرے کہ اپنے مذہب سے ناواقف ہو۔ قرافی انتقال مذہب کی یہ شرط بیان کرتے ہیں کہ یہ اس صورت میں درست ہے کہ اس کے نتیجے میں حاکم کا حکم منقوض نہ ہوتا ہو اور حکم کے منقوض ہونے کی صورت یہ ہے کہ وہ نص، اجماع، قیاسِ جلی اور اصول کے خلاف نہ ہو۔ اسی طرح جلال الدین سیوطی انتقال مذہب کے سلسلے میں لکھتے ہیں کہ:

(الف) اگر انتقال مذہب دنیاوی فوائد کے حصول کے لیے ہو تو اس کا وہی حکم ہے جو حدیث (انما الاعمال بالنیات)[54] "بے شک اعمال کا دارومدار نیتوں پر ہے" میں آیا ہے۔

(ب) اگر دنیاوی فائدے کے لیے انتقال مذہب کرنے والا فقیہ نہ ہو تو اس کا یہ عمل درجہ حرام کو نہیں پہنچتا۔

(ج) اگر ایسا شخص اپنے مذہب کا فقیہ بھی ہو تو اس کا یہ عمل سخت ہے اور بعض اوقات درجہ حرام کو پہنچ جاتا ہے۔

(د) دینی غرض سے اور اس خیال سے کہ اسے دوسرے مذہب کے دلائل قوی معلوم ہوتے ہوں تو پھر انتقال میں کوئی حرج نہیں ہے۔

(ہ) اگر اپنے مذہب سے ناواقف ہو اور اسے دوسرے مذہب میں تفقہ کی امید ہو تو اس صورت میں اس کے لیے انتقال مذہب ضروری ہے۔

---

[50] مالکی سے شافعی مذہب کی طرف منتقل ہوئے۔

[51] حنفی سے شافعی مذہب کی طرف منتقل ہوئے۔

[52] شافعی سے حنفی مذہب کی طرف منتقل ہوئے۔

[53] حنبلی سے شافعی مذہب کی طرف منتقل ہوئے۔

[54] البخاری، **الجامع الصحیح**، کتاب بدء الوحی، باب کیف کان بدء الوحی الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، حدیث: ۱

(و) اگر یہ انتقال کسی بھی دینی یا دنیاوی مقصد سے خالی ہو تو یہ مقلد کے لیے تو درست ہے لیکن فقیہ کے لیے نہیں۔[55]

۱۹۔ ائمہ اربعہ کا سنت کی پیروی کرنا:

امام شعرانی نے ائمہ اربعہ کے اقوال سے یہ ثابت کیا ہے کہ وہ اپنے مسائل کو کتاب وسنت سے مستنبط کرتے اور دین میں رائے زنی کو نامناسب گردانتے تھے۔ آپ کہتے ہیں کہ جب چاروں ائمہ کے مذاہب قرآن وسنت سے مزین ہیں تو یہ چاروں برسر حق ہیں اور مقلد کے لیے ان میں سے کسی کی بھی پیروی کرنا درست ہے۔ آپ نے شافعی المسلک ہونے کے باوجود المیزان الکبری میں امام ابو حنیفہ کا دفاع کیا، ان کا اہل سنت ہونے پر دلائل پیش کیے اور مخالفین کے اعتراضات کا رد کیا ہے۔[56]

۲۰۔ میزان کے برحق ہونے کی دلیل:

آپ نے میزان کی صحت کی چھ دلیلیں پیش کی ہیں:

(الف) پہلی دلیل یہ ہے کہ اللہ تعالی نے ہمیں باہم اتفاق کرنے اور اختلاف سے بچنے کا حکم دیا ہے:

شَرَعَ لَكُم مِّنَ الدِّينِ مَا وَصَّىٰ بِهِ نُوحًا وَالَّذِي أَوْحَيْنَا إِلَيْكَ وَمَا وَصَّيْنَا بِهِ إِبْرَاهِيمَ وَمُوسَىٰ وَعِيسَىٰ ۖ أَنْ أَقِيمُوا الدِّينَ وَلَا تَتَفَرَّقُوا فِيهِ[57]

"اسی نے تمہارے لیے دین کا ہی راستہ مقرر کیا جس (کے اختیار کرنے کا) نوح کو حکم دیا تھا اور جس کی (اے محمد) ہم نے تمہاری طرف وحی بھیجی ہے اور جس کا ابراہیم اور موسی اور عیسی کو حکم دیا تھا (وہ یہ) کہ دین کو قائم رکھنا اور اس میں پھوٹ نہ ڈالنا"

(ب) دوسری دلیل اللہ تعالی کے مندرجہ ذیل ارشادات ہیں:

يُرِيدُ اللَّهُ بِكُمُ الْيُسْرَ وَلَا يُرِيدُ بِكُمُ الْعُسْرَ[58]

---

[55] شعرانی، **المیزان الکبری**، ۱:۱۷۰

[56] شعرانی، **المیزان الکبری**، ۱:۲۰۷ تا ۲۱۹

[57] الشوری:۱۳

"اللہ تمہارے حق میں آسانی چاہتا ہے اور سختی نہیں چاہتا"

نیز:

وَمَا جَعَلَ عَلَيْكُمْ فِي الدِّينِ مِنْ حَرَجٍ[59]

"اور تم پر دین (کی کسی بات) میں تنگی نہیں کی"

اللہ تعالی کی بقدرِ استطاعت اطاعت کرو:

فَاتَّقُوا اللَّهَ مَا اسْتَطَعْتُمْ وَاسْمَعُوا وَأَطِيعُوا وَأَنفِقُوا خَيْرًا لِّأَنفُسِكُمْ[60]

"سو جہاں تک ہو سکے خدا سے ڈرو اور (اس کے احکام کو) سنو اور (اس کے) فرمانبردار رہو اور (اس کی راہ میں) خرچ کرو (یہ) تمہارے حق میں بہتر ہے"

نیز اللہ تعالی یہ بتاتا ہے کہ وہ اپنے بندوں پر مہربان ہے اور ان کے لیے آسانیاں چاہتا ہے:

إِنَّ اللَّهَ بِالنَّاسِ لَرَءُوفٌ رَّحِيمٌ[61]

"بے شک اللہ لوگوں پر مہربان اور رحم کرنے والا ہے"

اس کے علاوہ احادیث سے بھی اس میزان کا صحیح ہونا ثابت ہے:

ان الدين يسر[62]

"بے شک دین آسان ہے"

(ج) تیسری دلیل نبی اکرام ﷺ کا یہ فرمان ہے:

وما امرتكم به فأتوا منه ما استطعتم[63]

---

[58] البقرہ:۱۸۵

[59] الحج:۷۸

[60] التغابن:۱۶

[61] البقرہ:۱۴۳

[62] البخاری، **الجامع الصحیح**، کتاب الایمان، باب الدین یسر، حدیث: ۳۹

[63] مسلم بن حجاج، **الجامع الصحیح**، کتاب الفضائل، باب توقیرہ ﷺ وترک اکثار سؤالہ عمالاضرورۃ الیہ اولایت، حدیث:۱۳۳۷

"میں تمہیں جس بات کا حکم دوں اسے جہاں تک تم سے ہو سکے بجالاؤ"

(د) چوتھی دلیل رسول اللہ ﷺ کا یہ فرمان کہ:

يسّروا ولا تعسّروا وبشّروا ولا تنفّروا[64]

"آسانی کرو اور مشکل نہ کرو، خوش کرو اور نفرت نہ دلاؤ"

(ہ) پانچویں دلیل یہ کہ اختلافِ امت مقصود ہے:

اختلاف امتی رحمة [65-66]

"میری امت میں اختلاف رحمت ہے"

یعنی جہاں بھی اختلاف ہو گا، وہاں ایک سے زائد آرا ہوں گی نتیجتاً بندوں کے لیے آسانی پیدا ہو جائے گی۔ یہاں ایک اہم نکتہ یہ ہے کہ اس اختلاف سے مراد فروع میں اختلاف ہے نہ کہ اصولِ دین میں۔ ایک اور قول یہ ہے کہ اس اختلاف سے مراد امور معیشت کا اختلاف ہے۔

(و) چھٹی دلیل امام شافعی کا یہ قول ہے کہ جب دو احادیث متعارض ہوں تو ان میں سے ایک کو لغو قرار دینے سے بہتر ہے کہ دونوں کو الگ الگ حالات پر محمول کیا جائے۔[67]

اس کے علاوہ آپ نے اس سوال کا جواب بھی دیا ہے کہ اب جب کہ وحی کا سلسلہ منقطع ہو گیا ہے اور جبرائیل علیہ السلام تشریف نہیں لاتے تو اس میزان کے دو مرتبوں کے صحیح ہونے کی کیا دلیل ہے؟ آپ کہتے ہیں کہ اہل کشف کا اس پر اتفاق ہے کہ دین کے پانچ احکام مختلف جگہوں سے نازل ہوتے ہیں (نہ کہ ایک ہی جگہ سے)۔

---

[64] البخاری، **الجامع الصحیح**، کتاب العلم، باب ماکان النبی ﷺ یتخولهم بالموعظة والعلم کی لاینفروا، حدیث: ۶۹

[65] علاء الدین، علی بن حسام الدین، **کنز العمال فی سنن الاقوال والافعال**، (سعودی عرب: مکتبہ المدینہ الرقیمہ، طبع پنجم، ۱۹۸۱م)، حرف العین، الباب اول: فی الترتیب فیہ، ۱۰:۱۳۶، حدیث: ۲۸۶۸۶

[66] اس حدیث پر علمانے اعتراض کیا ہے۔ سبکی کہتے ہیں کہ اس کی اصل نہیں ہے اور یہ محدثین کے ہاں غیر معروف ہے۔ ابو محمد بن حزم الاحکام فی اصول الاحکام میں لکھتے ہیں کہ یہ حدیث نہیں ہے۔ اسی طرح سیوطی و بھیقی وغیرہ نے بھی اسے موضوع قرار دیا ہے۔ الولوی، محمد بن علی بن آدم، **شرح سنن النسائی**، (دمشق: دار المعراج الدولیۃ للنشر، طبع اول، ۱۹۹۹م)، ۲۴:۴۲

[67] شعرانی، **المیزان الکبریٰ**، ۱:۱۳۷

واجب قلم اعلی سے نازل ہوا، مستحب لوح محفوظ سے، حرام عرش اعظم سے، مکروہ کرسی سے اور مباح سدرۃ المنتہی سے نازل ہوا۔[68] ان احکام میں واجب تشدید ہے اور مستحب تخفیف، حرام تشدید ہے جب کہ مکروہ تخفیف اور مباح ایک درمیانی راستہ ہے جو اللہ تعالی نے اپنے بندوں کی رحمت کے لیے پیدا کیا ہے کیونکہ انسان کے لیے ہر وقت روک ٹوک کی پابندیوں میں رہنا ممکن نہیں ہے۔ البتہ بعض اہل کشف نے مباح میں بھی تشدید و تخفیف کے دو مرتبے جاری کیے ہیں۔ الغرض ان دلائل سے امام شعرانی نے میزان کی صحت ثابت کرنے کی کوشش کی ہے۔[69]

۲۱۔ امثلہ المیزان الشعرانیہ:

امام شعرانی نے اپنی تالیف کو دو حصّوں میں تقسیم کیا۔ پہلے حصّے میں آپ نے نہایت تفصیل سے اپنی میزان کا منہج بیان کیا، جب کہ دوسرے حصّے میں آپ نے متعدد احادیث اور فقہی اقوال کو اس میزان پر تول کر انہیں تشدید و تخفیف کے دو درجوں میں تقسیم کر دیا ہے۔ ذیل میں اس کی چند مثالیں پیش کی جاتی ہیں:

۱۔ امام ترمذی نے مزدلفہ میں نماز کے سلسلے میں رسول اللہ ﷺ کے دو مختلف فعل بیان کیے ہیں۔ پہلی روایت یہ ہے کہ آپؐ نے ایک ہی اقامت سے مغرب وعشا ادا کیں۔[70] جب کہ دوسری روایت یہ ہے کہ آپؐ نے ایک آذان اور دو اقامتوں سے مغرب اور عشا کو ادا کیا۔[71] امام شعرانی کہتے ہیں کہ پہلی حدیث تخفیف اور دوسری تشدید پر مبنی ہے۔[72]

---

[68] امام شعرانی فقیہ ہونے کے ساتھ ساتھ چونکہ ایک صوفی بھی تھے اس لیے آپ کی تحریروں میں ایسی بہت سی باتیں نظر آتی ہیں جنہیں اگرچہ اہل کشف بہت شدّ ومد سے بیان کرتے ہیں لیکن کتاب وسنت سے ان کا ثبوت تلاش کرنا دشوار ہے۔ یہ تحریر بھی اسی قبیل سے تعلق رکھتی ہے اور اس کے بارے میں کوئی قطعی رائے دینا ممکن نہیں ہے (مصنف)۔

[69] شعرانی، **المیزان الکبری**، ۱:۷ا۱۳

[70] ترمذی، **الجامع المختصر**، کتاب الحج، باب ماجاء فی الجمع بین المغرب والعشاء فی المزدلفۃ، حدیث:۸۸۷

[71] ترمذی، **الجامع المختصر**، کتاب الحج، باب ماجاء فی الجمع بین المغرب والعشاء فی المزدلفۃ، حدیث:۸۸۸

[72] شعرانی، **المیزان الکبری**، ۱:۷۶ا۲

۲۔ امام شعرانی نے رسول اللہ ﷺ کے رفع یدین سے متعلق دو عمل بیان کر کے انہیں تشدید و تخفیف میں تقسیم کیا۔ پہلی روایت کے مطابق رسول اللہ ﷺ نے صرف نماز کے شروع میں رفع یدین کیا۔[73] جب کہ دوسری روایت میں آتا ہے کہ آپؐ نے نماز کے شروع میں، رکوع سے پہلے اور رکوع کے بعد بھی رفع یدین کیا۔[74] امام شعرانی کہتے ہیں کہ پہلی روایت تخفیف سے اور دوسری تشدید سے متعلق ہے۔[75]

۳۔ اگر مال میں سے نصاب کا کچھ حصہ سال مکمل ہونے سے پہلے ضائع ہو گیا یا ضائع کر دیا گیا تو امام ابو حنیفہ اور امام شافعی کے ہاں سال منقطع ہو گیا اور زکوۃ واجب نہیں رہی۔ اس کے برعکس امام مالک اور امام احمد کے نزدیک اگر مال کا ضائع کرنا زکوۃ سے بچنے کی نیت سے ہو تو سال منقطع نہ ہو گا اور اگر سال کے آخر میں پورا نصاب حاصل ہو جائے تو زکوۃ لازم ہو گی۔ امام شعرانی کہتے ہیں کہ پہلا قول تخفیف اور دوسرا تشدید پر مبنی ہے۔[76]

۴۔ جو شخص حج کی قدرت رکھنے کے باوجود ادا کیے بغیر ہی انتقال کر جائے تو امام شافعی اور امام احمد کے نزدیک اس کا حج ساقط نہیں ہو گا بلکہ اس کے راس المال سے ادا کرنا لازم ہے۔ اس کے برعکس امام ابو حنیفہ اور امام مالک کی رائے یہ ہے کہ اس کا حج ساقط ہو گیا۔ امام شعرانی کہتے ہیں کہ پہلا قول تشدید اور دوسرا تخفیف پر مبنی ہے۔[77]

۵۔ امام ابو حنیفہ کا قول ہے کہ قربانی شہر والے مقیم افراد پر واجب ہے اور اس کے واجب ہونے میں نصاب کا اعتبار ہے۔ جب کہ ائمہ ثلاثہ اور صاحبین کا قول ہے کہ یہ سنت موکدہ ہے۔ امام شعرانی کہتے ہیں کہ پہلا قول تشدید اور دوسرا تخفیف پر مبنی ہے۔[78]

---

[73] نسائی، **المجتبی من السنن**، کتاب التطبیق، باب الرخصۃ فی ترک ذلک، حدیث:۱۰۵۸

[74] ابن ماجہ، **السنن**، کتاب اقامۃ الصلاۃ والسنۃ فیھا، باب رفع الیدین اذا رکع واذا رفع رأسہ من الرکوع، (ریاض: دار السلام، ۱۹۹۹ء)، حدیث: ۸۵۸

[75] شعرانی، **المیزان الکبری**، ۱:۲۷۸

[76] شعرانی، **المیزان الکبری**، ۲:۲۳۱

[77] شعرانی، **المیزان الکبری**، ۲:۳۰۶

[78] شعرانی، **المیزان الکبری**، ۲:۳۶۹

۶۔ اگر کوئی شخص اپنے غلام کا کوئی عضو کاٹ دے مثلاً ہاتھ، پاؤں، ناک یا اس کا دانت توڑ دے تو امام مالک کے ہاں وہ غلام آزاد ہو گا۔ اس کے بر عکس ائمہ ثلاثہ کے نزدیک وہ آزاد نہیں ہو گا۔ پہلا قول مولا کے لیے مشدد اور غلام کے لیے مخفف ہے، جب کہ دوسرا قول اس کے بر عکس ہے۔[79]

۷۔ ائمہ ثلاثہ کا قول ہے کہ جادوگر کو بطور حد قتل کر دیا جائے گا جب کہ امام شافعی کی رائے میں اسے قتل نہیں کیا جائے گا۔ امام شعرانی کے مطابق پہلا قول تشدید اور دوسرا تخفیف پر مبنی ہے۔[80]

الغرض مندرجہ بالا امثلہ سے یہ واضح ہوتا ہے کہ امام شعرانی نے روایات کا بغور جائزہ لے کر تمام مختلف فیہ اقوال کو تشدید و تخفیف میں تقسیم کر دیا جس سے ان اقوال کا اختلاف ختم ہو گیا ہے۔

مندرجہ بالا بحث سے یہ واضح ہوتا ہے کہ دور حاضر میں موجود مسلمانوں کے اکثر اختلافات کا تعلق حق وباطل کے بجائے تشدید و تخفیف سے ہے۔ اگر مسلمان اس نکتے کو سمجھ کر اس پر عمل پیرا ہو جائیں تو وہ اپنے باہمی اختلافات دور کر کے دوبارہ سے ترقی کی راہ پر گامزن ہو سکتے ہیں۔ چنانچہ اس کے لیے ضروری ہے کہ امام عبد الوهاب شعرانی کی تصنیف المیزان الکبریٰ کو تعلیمی نصاب کا لازمی حصّہ بنایا جائے تاکہ مقلدین اختلافی مسائل میں تشدید و تخفیف کے راز سے واقف ہو سکیں۔ کیونکہ جب افراد اس نکتے سے واقف ہو جائیں گے تو ان کے مابین اختلافات کی شدت از خود ہی دور جائے گی۔

نتائج بحث:

۱۔ شرعی احکام کے دو درجے امر اور نہی ہیں جن کی دو ذیلی اقسام ہیں: تشدید اور تخفیف۔ چنانچہ شرعی احکام امر تشدیدی، امر تخفیفی، نہی تشدیدی اور نہی تخفیفی کی چار اقسام میں منقسم ہیں۔

۲۔ پانچویں قسم مباح ہے جس کی دونوں اطراف برابر ہیں۔

۳۔ افراد کا تشدید یا تخفیف کے اہل ہونے کا معیار ان کی ایمانی وجسمانی حالت ہے۔ ایمان و جسم کے اعتبار سے قوی لوگ تشدید کے مخاطب ہیں، جب کہ کمزور تخفیف کے۔

---

[79] شعرانی، **المیزان الکبریٰ**، ۳:۱۱۳

[80] شعرانی، **المیزان الکبریٰ**، ۳:۳۰۴

۴۔ ائمہ کے اقوال شارع کے فرامین سے مستنبط ہونے کے باعث اختلافات سے پاک ہیں۔ مقلدین کو ان اقوال کے مابین اختلاف جائے استنباط سے ناواقفیت کے باعث نظر آتا ہے۔

۵۔ چونکہ تمام ائمہ بر سر حق ہیں اس لیے کسی بھی مسئلے میں ایک امام کو چھوڑ کر دوسرے کی پیروی کی جاسکتی ہے۔ البتہ اس کا تعلق فروع دین سے ہے، نہ کہ اصول دین سے۔

۶۔ ائمہ مسلمین کے تمام اقوال اپنے اختلافات کے باوجود اسی طرح منبع شریعت سے منسلک ہیں جیسے درخت کی شاخیں، جال کے دھاگے، ہاتھ کی انگلیاں اور نہریں الگ الگ نظر آنے کے باوجود باہم منسلک ہوتی ہیں۔

۷۔ رخصت و عزیمت (یعنی تخفیف و تشدید) میں درجہ بندی وجوبی ہے۔ چنانچہ جو مقلد عزیمت کا مخاطب ہو، وہ دوسرے مذہب میں بھی عزیمت پر ہی عمل کرے گا، نہ کہ رخصت پر۔

۸۔ اگر مقلد میں رخصت کی شرائط پائی جائیں لیکن وہ مشقت برداشت کر کے عزیمت پر عمل کرے تو وہ ہدایت پر ہے۔ سوائے ان صورتوں کے جہاں شارع نے عزیمت پر عمل کرنے سے روکا ہے۔

۹۔ میزان سے واقفیت حاصل کرنے کے بعد مقلد کو مذہبِ معین کی پیروی کا حکم دینا درست نہیں ہے۔

۱۰۔ جس مسئلے میں دو سے زائد اقوال ہوں تو تخفیف سے قریب والے کو تخفیف میں اور تشدید سے قریب والے کو تشدید میں شامل کیا جائے گا۔

۱۱۔ اگر کسی حدیث یا قول کا کوئی مقابل نہ ہو تو اسے متفق علیہ سمجھا جائے گا اور اس قول میں (تشدید و تخفیف کے) دو مرتبے جاری نہیں ہوں گے۔

۱۲۔ جو مقلد شریعت کے سرچشمے سے واقف نہ ہو، اسے چاہیے کہ کسی ایک امام کی تقلید کرے تاکہ گمراہ نہ ہو جائے۔

۱۳۔ شریعت کے تمام علوم جیسے کہ علم اصول، نحو، معانی و بیان اور لغت وغیرہ میں بھی میزان جاری ہوتی ہے۔

۱۴۔ مجتہد کا کسی قول کو ترک کر دینے کی وجہ یہ نہیں کہ وہ اسے باطل گردانتا ہے بلکہ اسے دوسرے قول کی دلیل قوی معلوم ہوتی ہے اور وہ اپنے آپ کو اس کا زیادہ اہل پاتا ہے۔

۱۵۔ المیزان الکبری یہ واضح کرتی ہے کہ مسلمانوں کے باہمی اختلافات کا تعلق حق و باطل کے بجائے تشدید و تخفیف سے ہے۔

۱۶۔ المیزان الکبری کو تعلیمی نصاب کا حصّہ بنا کر افراد کو تشدید و تخفیف سے واقف کیا جاسکتا ہے جو مسلمانوں کے باہمی اختلافات میں کمی اور ان کی ترقی و عروج میں نمایاں کردار ادا کرے گی۔